7726- مسلمانوں کے لیے بیت المقدس کی کیا اھمیت ہے اور کیا اس میں یھودیوں کا بھی کوئی حق ہے ؟

سوال

میں مسلمان ہونے کے ناطے مسلسل یہ سنتا رہا ہوں کہ قدس شہر ہمارے لیے بہت ہی اہم ہے لیکن اس کا سبب کیا ہے ؟

مجھے اس کا توعلم ہے کہ نبی اللہ یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصی اسی شہر میں بنائی ، اورہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اقصی میں سب انبیاء کی نماز میں امامت کرائی جوکہ سب انبیاء کی رسالت اوروحی الہی کی وحدت پردلیل ہے ۔

توکیا اس کے علاوہ کوئی اوربھی ایسا سبب پایا جاتا ہے جواس شہر کی اہمیت واضح کرے ، یا کہ اس سبب سے کہ ہم یھودیوں کے ساتھ معاملات نہ کریں ؟

مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اس شہر میں ہم سے زیادہ حصہ یھودیوں کا ہے ۔

پسندیدہ جواب

اول :

بیت المقدس کی اھمیت :

اللہ تعالی آپ پررحم فرمائے آپ کے علم میں ہونا چاہیئے کہ بیت المقدس کے فضائل بہت زیادہ ہیں جس کے بارہ میں آیات واحادیث بہت ہیں :

اللہ سبحانہ وتعالی نے قرآن مجید میں اسے مبارک قرار دیا ہے : فرمان باری تعالی ہے :

.{پاک ہے وہ ذات جواپنے بندے کورات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ، اس لیے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائيں }.الاسراء (1) ۔

اورقدس ہی وہ شہراورعلاقہ ہے جومسجد کے اردگرد ہے تواس لحاظ سے وہ بابرکت ہوا ۔

اسی علاقہ کواللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کی زبان سے مقدس کا وصف دیا ، فرمان باری تعالی ہے :

.{اے میری قوم اس مقدس سرزمین میں داخل ہوجاؤ جواللہ تعالی نے تمہارے نام لکھ دی ہے}. المائدۃ(21) ۔

اس سرزمین میں مسجداقصی پائی جاتی ہے جہاں ایک نمازاڑھائی صد(250) نمازوں کے برابر ہے ۔

ابوذررضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیا مسجد نبوی افضل ہے یاکہ بیت المقدس ؟ تورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے : میری مسجد میں وہاں (بیت المقدس) کی چارنمازوں سے افضل اوروہ نمازی بھی بہت ہی اچھا ہے ، ایک وقت آئے گاکہ کس آدمی کے پاس اس کے گھوڑے کی رسی جتنی زمین کا ٹکڑا ہوگا جہاں سے اسے بیت المقدس نظر آئے گا ، تویہ اس کے لیے ساری دنیا سے بہتر ہوگی ۔ مستدرک الحاکم (509/4) امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اورامام ذھبی اورعلامہ البانی رحمہما اللہ تعالی نے اس میں ان کی موافقت کی ہے دیکھیں سلسلۃ احادیث الصحیحۃ حدیث نمبر (2902) ۔

مسجد نبوی میں ایک نمازہزار نماز کے برابر ہے تواس طرح مسجد اقصی میں ایک نمازاڑھائی سو(250) نماز کے برابر ہوئی ۔

مسجد اقصی میں ایک نماز پانچ سو نماز کے برابروالی لوگوں میں مشہور حدیث ضعیف ہے ۔ دیکھیں تمام المنۃ للشیخ البانی رحمہ اللہ تعالی ص (292) ۔

اوروہ ایسی پاکیزہ سرزمین ہے جہاں پر کانا دجال بھی داخل نہیں ہوسکتا ، جیسا کہ حدیث میں فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

(وہ دجال حرم اور بیت المقدس کے علاوہ باقی ساری زمین میں گھومے گا) مسند احمد حدیث نمبر (19665) ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے (327/2) صحیح ابن حبان (7/ 102) ۔

عیسی علیہ السلام دجال کواسی علاقے کے قریب قتل کریں گے جیسا کہ حدیث نبوی میں فرمان نبوی ہے :

نواس بن سمعان رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(عیسی بن مریم علیہ السلام دجال کو باب لد میں قتل کریں گے) صحیح مسلم حدیث نمبر (2937)۔

لد بیت المقدس کے قریب ایک جگہ کا نام ہے ۔

– یہ وہی جگہ ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے لیے مسجد حرام سے مسجد اقصی لیجایا گیا جس کا ذکر اللہ تعالی نے اس آیت میں کچھ اس طرح فرمایا ہے :

.{پاک ہے وہ اللہ تعالی جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گیا}. الاسراء (1)

– یہ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں ہے :

براء رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی ۔ ۔ ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (41) صحیح مسلم حدیث نمبر (525)۔

– معروف و معلوم ہے کہ وہ جگہ محبط وحی اور انبیاء کرام کا وطن ہے ۔

– بیت المقدس ان مساجد میں سے ہے جن کی طرف سفر کرنا جائز ہے :

ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(تین مساجد کے علاوہ کسی اور کی طرف سفر نہیں کیا جاسکتا ، مسجد حرام ، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ، اور مسجد اقصی) صحیح بخاری حدیث نمبر (1132)

اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی روایت کی ہے ۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (827)۔

ایک لمبی حدیث میں جسے ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے راویت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مسجد میں سب انبیاء علیہم السلام کی ایک نماز میں امامت کرائی ، حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں :

(فحانت الصلاۃ فاممتھم) نماز کا وقت آیا تو میں نے ان کی امامت کرائی) صحیح مسلم حدیث نمبر (172)۔

تو اس لیے ان تین مساجد کے علاوہ زمین کے کسی بھی علاقہ کی طرف عبادت کی غرض سے سفر کرنا جائز نہیں ہے ۔

دوم :

یعقوب علیہ السلام کا مسجد اقصی کے تعمیر کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اب یھودی مسلمانوں سے مسجد اقصی کے زیادہ حق دار ہیں حالانکہ یعقوب علیہ السلام موحد اور توحید پر تھے اور یھودی مشرک ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یھودی مشرک اس میں کچھ بھی حق رکھیں ۔

اس کا معنی یہ نہیں کہ ان کے باپ یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصی بنائی تو اب یہ ان کی ہوگئی ، بلکہ انہوں نے تو ان کے لیے یہ مسجد اس لیے بنائی کہ اس میں موحد اور اہل توحید نماز پڑھیں اور اللہ تعالی کی عبادت کریں اگرچہ وہ ان کی اولاد کے علاوہ کوئی اور ہی کیوں نہ ہوں ، اور مشرکوں کو اس سے دور کیا جائے چاہے وہ ان کے اولاد میں سے کیوں نہ ہوں ۔

اس لیے کہ انبیاء کی دعوت نسلی نہیں بلکہ تقوی پر مشتمل ہوتی ہے ۔

سوم :

اور آپ کا یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ انبیاء کی نماز میں امامت کرائی یہ وحدت الہی اور وحدت رسالت کی پختہ دلیل ہے ۔

تو یہ بالکل صحیح ہے اس لیے کہ سب انبیاء کا دین اور عقید ایک ہی ہے کیونکہ ان سب کے دین کا منبع اور مصدر ایک وحی ہے جس سے سب انبیاء نے اپنی دینی تشنگی دور کی ۔

اور ان کا عقیدہ بھی ایک ہی عقیدہ توحید ہے جو کہ اس کی طرف دعوت دیتا ہے کہ اللہ تعالی وحدہ لاشریک اور صرف وہ ہی عبادت کے لائق ہے ، اگرچہ انبیاء کی شریعتوں میں تفاصیل کے اعتبار سے اختلاف ہے ، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :

(میں عیسی بن مریم علیہ السلام کا دنیا اور آخرت میں زیادہ حق دار ہوں ، اور سب انبیاء علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں مختلف اور دین ایک ہی ہے) صحیح بخاری حدیث نمبر (3259) صحیح مسلم حدیث نمبر (2365) ۔

علاقی بھائی کا معنیٰ یہ جن کا باپ ایک ہواور ماں اور ہواسے علاقی بھائی کہا جاتا ہے

۔

اور ہم یہاں آپ کو یہ کہیں گے کہ آپ ایسا اعتقاد رکھنے سے باز رہیں کہ یھود و نصاری اور مسلمان اب ایک ہی مصدر پر ہیں کیونکہ یہ غلط اور غیر صحیح ہے.جس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اپنے دین میں تحریف کرڈالی جس میں یہ تھا کہ وہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ان کی اتباع کریں اور ان کے ساتھ کفر نہ کریں ، تواب آپ دیکھیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ساتھ کفر کرتے اور ایمان نہیں لاتے ، اور اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرتے ہیں ۔

چہارم :

قدس میں یھودیوں کا کچھ حصہ نہیں ہے اس لیے کہ وہ زمین دووجھوں سے مسلمانوں کی بن چکی ہے اگرچہ پہلے وہاں پر یھودی رہتے رہے ہیں :

1–اس لیے کہ یھودیوں نے کفر کا ارتکاب کیا اور بنی اسرائیل کے مومنوں کے دین پر جنہوں نے موسی علیہ السلام کی پیروی واتباع کیا اور ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کی یھودی ان کے دین پر واپس نہیں آئے اور اس پر عمل نہیں کیا ۔

2– ہم مسلمان ان سے اس جگہ کا زیادہ حق رکھتے ہیں ، اس لیے زمین پہلے رہائش اختیار کرنے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ زمین کا مالک تووہی بنتا ہے جواس میں حدوداللہ کا نفاذ کرے اور اس میں اللہ تعالی کے حکم کو چلائے ، وہ اس لیے کہ زمین اللہ تعالی نے پیدافرمائی اور انسانوں کو اس لیے پیدافرمایا کہ وہ اس زمین پر رہتے ہوئے اللہ تعالی کی عبادت کریں اور اس میں اللہ تعالی کا دین اور شریعت و حکم نافذ اور قائم کریں ۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{ یقیناً زمین اللہ تعالی کی ہی ہے وہ جسے چاہے اپنے بندوں میں سے اس کا وارث بنا دے اور آخر کامیابی انہیں کو ہوتی ہے جو متقی ہیں } .الاعراف (128) ۔

تواسی لیے اگر کوئی عرب قوم بھی وہاں آجائے جوکہ دین اسلام پر نہ ہوں اور وہاں کفر کا نفاذ کریں توان سے بھی جہاد وقتال کیا جائے گا حتی کہ وہاں اسلام کا حکم نافذ ہویا پھر وہ قتل ہوجائیں ۔

اور یہ معاملہ کوئی نسلی اور معاشرتی نہیں بلکہ یہ تو توحید و اسلام کا معاملہ ہے ۔

فائدے کے لیے ہم چند ایک مقالہ نگاروں کی کلام نقل کرتے ہیں :

تاریخ اس بات کی شاھد ہے کہ فلسطین میں سب سے پہلے بودوباش اور سکونت اختیار کرنے والے کنعانی تھے ، جنہوں چھ 6ہزار سال قبل میلاد وہاں رہائش اختیار کی جو کہ ایک عرب قبیلہ تھا اور جزیرہ عربیہ سے فلسطین میں آیا اور ان کے آنے کے بعد ان کے نام سے اسے فلسطین کا نام دیا گیا ۔ دیکھیں کتاب : الصیھونیۃ نشأتھا تنظیماتھا ، انشتطھا ۔
تالیف : احمد العوضی ص (7) ۔

اور یھودی تو یہاں پر ابراھیم علیہ السلام کے آنے کے بھی تقریبا چھ سو سال آئے ہیں
یعنی اس کا معنی یہ ہوا کہ یھودی یہاں پر پہلی مرتبہ چودہ سو سال قبل میلاد آئیں ،
تو اس طرح کنعانی یھودیوں سے چار ہزار پانچ سو سال پہلے فلسطین میں داخل ہوئے اور اسے اپنا وطن بنایا دیکھیں اوپر والی ہی کتاب صفحہ نمبر (8) ۔

تو اس طرح یہ تاریخی طور پر بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ فلسطین میں یھودیوں کا نہ تو اب کوئی حق ہے اور نہ ہی اس پہلے کوئی حق تھا ، اور نہ تو کوئی شرعی اور دینی حق ہے اور نہ ہی قدیم رہائشی اور مالک ہونے کے اعتبار سے ہی کوئی حق ہے ، بلکہ یہ لوگ غاصب اور ظالم ہیں
۔

ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں وہ ان نجس اور پلید یھودیوں سے جلد از جلد بیت المقدس کو پاک کرے اور انہیں وہاں سے نکالے اور اس میں دیر نہ کرے بلاشبہ اللہ تبارک وتعالی اس پر قادر ہے اور وہ دعا کو قبول کرنے والا ہے ، والحمد للہ رب العالمین ۔

واللہ اعلم

.